Majallah Tahqiq
Research Journal of the
Faculty of Oriental Learning
Vol: 39, Sr.No.112, 2018 pp 23 - 28

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۹، جولائی۔ستمبر ۲۰۱۸ء، شمارہ ۱۱۲

''بھیگی پلکیں'' کی تلاش

☆ڈاکٹر ثوبیہ نسیم

Abstract:

The importance of books can not be denied in any age, however, with the passage of time, books have become rare. Zahoor Nazar was born in Sahiwal. Wandering here and there, he abode in Bahawalpur and died there. "Reza Reza" was his first collection. According to Zahoor Nazar, "Bheegi Palkain" was his first collection, although it did not see the light of the day. Many researchers agree with him in this regard. At another place, "Pairhan Jaa'n" is considered to be his first poetic collection. it also could not get published.

کتاب اور انسان کا رشتہ ابدی ہے۔ تخلیقِ آدم سے لے کر اب تک کتاب نے بھی ساتھ ساتھ سفر کیا ہے۔ حصولِ علم کا آسان ترین ذریعہ مطالعہ کتب ہے۔ کتاب کی اہمیت اور اثر آفرینی سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ بعض اوقات بہت سے اہلِ علم ہم میں موجود نہیں ہوتے مگر ہم اُن کے علم سے کتاب کے ذریعہ مستفید ہو رہے ہوتے ہیں۔ اقوامِ عالم کی تاریخ اِس بات کی شاہد ہے کہ بعض کتابوں نے قوموں کی تقدیر کے ساتھ ساتھ تاریخ بھی بدل کر رکھ دی۔ عہدِ قدیم میں چھاپہ خانہ کی غیر موجودگی اور کاغذ کی کم دستیابی کی وجہ سے کتابیں محدود تھیں لیکن کتاب کا وجود کسی نہ کسی شکل میں موجود ضرور تھا۔ چھاپہ خانہ عام ہونے کی وجہ کتابیں جلدی منظرِ عام پر آنے لگیں اور آسانی سے دستیاب ہونے لگیں۔ اِس دوران میں علم و دانش کی کئی خوب صورت کُتب شائع ہوئیں۔ اُن میں سے کئی گردشِ زمانہ کے ساتھ ساتھ وقت کی دھول تلے دب کر اپنا وجود کھو بیٹھیں۔ اُن میں سے کچھ کا نام تو رہ گیا لیکن خود نایاب ہو گئیں۔ اُن میں ایک کتاب جس کا کوئی وجود نہ تھا اور نہ ہی وہ نایاب ہوئی فرضی باتوں اور تحریروں میں اُس کا نام تو باقی ہے لیکن کتاب کسی نے نہیں دیکھی۔ وہ ظہور نظر کا شعری مجموعہ ''بھیگی پلکیں'' ہے۔

☆ لیکچرر شعبہ اُردو، گورنمنٹ رابعہ بصری کالج، لاہور۔

فیض احمد فیض کے ہم عصر اور مشہور ترقی پسند شاعر ظہور احمد المعروف ظہور نظر ۲۲ راگست ۱۹۲۳ء کو منٹگمری (ساہیوال) میں پیدا ہوئے۔ ظہور نظر نے تعلیم کا آغاز ڈسٹرکٹ جیل ساہیوال سے کیا۔ ابھی اُن کی عمر سات برس ہی تھی کہ ظہور نظر کے والد کا انتقال ہو گیا تو والدہ نے رشتے داروں کے مشورے اور بہتر تعلیم و تربیت کے لیے ظہور نظر کو بڑی بہن کے پاس قادیان بھجوا دیا لیکن اعلیٰ تعلیم کی منزل سے قبل ہی محبت کے ایک ناکام تجربے نے انہیں قادیان کو خیر باد کہنے پر مجبور کر دیا۔ ظہور نظر قادیان سے لدھیانہ آئے پھر دلی چلے گئے۔ یہاں سے تھوڑے عرصے بعد پھر لدھیانہ آ گئے۔ ظہور نظر کی ایک بہن کی شادی بہاول پور میں ہوئی تھی۔ اس ناطے سے ظہور نظر بھی ۱۹۴۵ء میں لدھیانہ سے بہاول پور آ گئے۔ اس زمانے میں بہاول پور سے ہفت روزہ ''ردو ستلج'' شائع ہوتا تھا۔ وہ بطور مدیر اس سے وابستہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ سہ روزہ ''عدل'' کے مدیر بھی رہے۔

ظہور نظر کو خاندانی حالات کی وجہ سے ۱۹۴۷ء میں کراچی جانا پڑا۔ انہوں نے کراچی میں ترقی پسند تحریک میں شمولیت اختیار کر لی اور انجمن ترقی پسند مصنّفین کراچی کے پہلے سیکرٹری منتخب ہوئے۔ وہ ترقی پسند تحریک کے فعال رکن تھے۔ ان کا شمار ان شعراء اور ادباء میں ہوتا ہے۔ جن کے نزدیک ادب اور سیاسی نعرے میں امتیاز ضروری تھا۔ ترقی پسند مصنّفین پر پابندی لگی تو ظہور نظر ۱۹۵۲ء میں بہاول پور آ گئے اور اندرون شہر محلّہ غوث پورہ میں سکونت اختیار کی۔ پھر مستقل بہاول پور کے ہی ہو کر رہ گئے۔ غمِ عشق کی زد میں آنے والا یہ شاعر اب غم روزگار کی زد میں تھا۔ اِس لیے شاعری کے ساتھ ساتھ ٹھیکہ داری شروع کر دی۔ ۱۹۶۲ء میں ''ڈمپل'' کے نام سے بیکانیری گیٹ (فرید گیٹ) کے اندر ایک ریستوران کا اجراء کیا۔ جو دو تین ماہ سے زیادہ عرصہ نہ چل سکا۔ آخر کار مختلف حالات و واقعات کی زد میں آنے والا وسیع المطالعہ اور ترقی پسند شاعر ۷ ستمبر ۱۹۸۱ء کو وفات پا گیا۔

ظہور نظر کا پہلا مجموعہ کلام ''ریزہ ریزہ'' اپریل ۱۹۶۶ء میں منظر عام پر آیا۔ ۹۵ منظومات پر مشتمل ''ریزہ ریزہ'' ظہور نظر کی زندگی میں چھپنے والا پہلا اور آخری مجموعہ کلام ہے۔ جب کہ اس کے برعکس ظہور نظر نے اپنے ایک اور مجموعہ کلام ''بھیگی پلکیں'' کا ذکر کیا ہے۔ جو منظرِ عام پر تو نہ آیا لیکن اُس کا ذکر ظہور نظر نے خود اکثر و بیشتر مقامات پر بڑی شد و مد اور مبالغے سے کیا۔ جس کی وجہ سے اکثر محققین کو یہ گمان گزرا ہے کہ ظہور نظر کا یہ مجموعہ موجود ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے اس مجموعے کا تذکرہ اِس انداز میں دو مختلف جگہوں پر کیا کہ

انسان یقین کر لینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اُن کا ایک انٹرویو سب سے پہلے ۹ نومبر ۱۹۶۸ء میں روزنامہ ''حریت'' کراچی میں اور پھر دوسری بار اِس بات کا ذکر جنوری ۱۹۶۹ء میں ''فنون'' لاہور میں کیا۔

روزنامہ ''حریت'' کراچی کو انٹرویو دیتے ہوئے اس حد تک مبالغہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

> ''۱۹۴۵ء میں میری پہلی کتاب "بھیگی پلکیں" کے نام سے شائع ہوئی۔ اس وقفہ میں قتیل کی ''ہریالی'' بھی شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب کے ناشر سے پیسوں پر جھگڑا ہو گیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ کتاب حیدآباد دکن اور دلی سے آگے نہ جا سکی۔''(۱)

پہلے انٹرویو کے کوئی دو ماہ بعد ''فنون'' لاہور میں ''خودنوشت سوانح'' کے عنوان سے مضمون لکھتے ہوئے اِس بات کو اور انداز میں بیان کرتے ہیں۔ جب کہ دونوں جگہوں پر تضاد پایا جاتا ہے۔

> ''پہلا مجموعہ ''بھیگی پلکیں'' ۱۹۴۵ء میں عباسیہ اکیڈمی بہاول پور نے شائع کیا تھا۔ یہ مجموعہ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۴ء تک کی نظموں، غزلوں اور گیتوں پر مشتمل تھا۔ میرے پبلیشر سے جھگڑے کی وجہ سے غارت ہو گیا۔ صرف چند شہروں میں چند کاپیاں فروخت ہوئیں، باقی پبلیشر کے گودام میں دیمک نے چاٹ لیں۔''(۲)

ظہور نظر کے اِن دو مختلف بیانات کو بنیاد بنا کر آنے والے ہمارے تمام محققین ادب وشعر نے ظہور نظر کے اس دعویٰ کو بلا تحقیق اپنی کتابوں میں نقل کیا اور اِس مجموعے کے ہونے کی مُہر ثبت کی۔ کسی نے بھی اس مجموعے میں سے کوئی شعری حوالہ نہیں دیا نہ ہی اس کی کوئی فہرست مضامین دی۔ بہاول پور کے شعر وادب کے حوالے سے جب بھی بات کی جائے گی تو حیات میرٹھی کی کتاب ''بہاول پور کا شعری ادب'' کو بنیاد بنایا جائے گا۔ یہ کتاب ہر لحاظ سے ایک حوالے کی حیثیت رکھتی ہے۔ ''بھیگی پلکیں'' کی اُس میں بھی کوئی وضاحت نہیں دی گئی۔ بس اِس کے متعلق اتنی سی تحریر ملتی ہے۔ وہ بھی ظہور نظر کے بیان کا کچھ حصہ ہے:۔

> ''۱۹۴۵ء میں میری کتاب بھیگی پلکیں کے نام سے شائع ہوئی۔''(۳)

ڈاکٹر نواز کاوش اُردو ادب میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ خاص طور پر بہاول پور کے ادب کے حوالے سے اُن کی بات سند رکھتی ہے، کیونکہ اُن کی تحقیق کا دھارا ہی ''بہاول پور کا ادب'' ہے۔ شاید اُنہوں نے بھی دورانِ تحقیق اِس بات کی طرف توجہ نہیں دی کہ ظہور نظر کے اِس مجموعے کو تلاش کر کے دیکھا جائے۔ اُس سے کسی غزل یا نظم کو حوالے کو طور پر دیا جائے۔ لیکن انہوں نے بھی ظہور نظر کے مذکورہ بالا

بیانات اور حیات میرٹھی کی تحریر کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی تحقیق سے ''بھیگی پلکیں'' کے ہونے کی تصدیق یوں کی ہے۔وہ لکھتے ہیں:۔

''۱۹۴۵ء میں ان (ظہور نظر) کا شعری مجموعہ ''بھیگی پلکیں'' کے نام سے شائع ہوا۔''(۴)

ڈاکٹر غفور شاہ قاسم نے قیامِ پاکستان سے لے اب تک کے شائع ہونے والے ادب کا سرسری جائزہ لیا ہے۔انہوں نے بھی ظہور نظر کے متعلق چلی آ رہی باتوں اور تحریروں کو ہی مدِ نظر رکھتے ہوئے، اپنی کتاب ''پاکستانی ادب ۱۹۴۷ء تا حال'' میں ظہور نظر کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:۔

''ظہور نظر کی تلخ نوائیاں ''بھیگی پلکیں'' اور ''ریزہ ریزہ'' کی ایک ایک سطر میں موجود ہیں۔''(۵)

اس کے علاوہ ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا نے ''تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند اردو ادب'' جلد پنجم کے پانچواں باب میں ''نظم میں نئے رجحانات۔ترقی پسند شعراء'' کے عنوان سے شامل مضمون میں بھی ''بھیگی پلکیں'' کا تذکرہ کیا ہے۔(۶) لیکن کسی محقق نے ''بھیگی پلکیں'' ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی۔اور نہ ہی یہ مجموعہ کسی کو ملا ہے۔درحقیقت یہ شعری مجموعہ شائع ہی نہیں ہوا۔دراصل ظہور نظر اپنی داستان طرازی اور مبالغہ آرائی کے ہنر سے اپنے سامعین کو مطمئن کر دیتے تھے۔

ڈاکٹر خالق تنویر نے ظہور نظر پر پی۔ایچ ڈی کی سطح کا شاندار تحقیقی کام کیا۔انہوں نے بھی دورانِ تحقیق ''بھیگی پلکیں'' کو بہت تلاش کیا۔یہاں تک کہ اخبارات میں اشتہارات تک دیے کہ اس مجموعہ کلام کا کوئی سراغ مل سکے۔لیکن سب کچھ لا حاصل رہا۔اِس مجموعے کے بارے میں کہیں سے کوئی معلومات نہ ملی۔میں پورے وثوق سے یہ بات کہہ سکتی ہوں کہ یہ مجموعہ چھپا ہی نہیں اور اگر چھپا ہے، تو کوئی بھی اِسے منظرِ عام پر کیوں نہیں لا سکا۔کیونکہ ''بھیگی پلکیں'' بہاول پور کے کسی نجی یا سرکاری کتب خانے میں بھی نہیں ہے اور ظہور نظر کے گھر سے بھی دستیاب نہیں ہوا۔

اگر ظہور نظر اور محققین کے بیانات کو سامنے رکھ کر وقتی طور پر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اُن کا مجموعہ ''بھیگی پلکیں'' شائع ہوا تھا۔لیکن ''بھیگی پلکیں'' کے اس معمے کو سنٹرل لائبریری بہاول پور میں موجود سہ روزہ ''عدل'' بہاول پور نے حل کر دیا۔جس سے اِس بات کی واضح تردید ہو رہی ہے کہ اُن کا پہلا مجموعہ اس سے پہلے کہیں شائع نہیں ہوا۔ہوا یوں کہ تدوینِ کلیاتِ ظہور نظر کے متعلق مواد کے سلسلے میں مختلف رسائل وجرائد اور اخبارات کو کھنگالتے ہوئے سہ روز ''عدل'' بہاول پور کے شماروں میں ظہور نظر کے پہلے مجموعے

(پیراہن جاں) کے متعلق یہ اشتہار مسلسل شائع ہوتا رہا، جو میری نظروں سے گزرا۔ تو اُس نے مجھے چونکا دیا اور دیرینہ التواء میں پڑا ہوا مسئلہ حل کر دیا۔ سہ روزہ ''عدل'' بہاول پور کے اکثر شماروں کے ایڈیٹر خود ظہور نظر بھی رہے۔ اُس اشتہار کی عبارت کچھ یوں ہے:۔

> ''ادارہ مطبوعات ''عدل'' کی پہلی پیش کش، ''پیراہن جاں'' (زیرِطبع) مشہور ترقی پسند شاعر ظہور نظر کا پہلا مجموعہ کلام نظموں، غزلوں اور گیتوں کا دلآویز مرقع۔ شعری ادب کا بہترین مجموعہ مارچ کے آخر میں چھپ جائے گا۔ ایجنٹ حضرات اپنے آرڈر بک کرا لیں۔ مینجر ادارہ مطبوعات ''عدل'' بہاول پور۔''(۷)

سہ روز ''عدل'' بہاول پور کے درج ذیل ہفتہ وار ایڈیشن میں ۲۴رفروری، ۴؍۰اور ۱۲؍ مارچ ۱۹۵۷ء کو صفحہ ۱۱۲ پر عزیز اختر کی ایڈیٹری میں، ۲۰؍ اور ۲۸؍ مارچ ۱۹۵۷ء کو صفحہ ۱۲ پر جب کہ ۰۴؍اور ۱۲؍ اپریل ۱۹۵۷ء کو صفحہ ۹ پر اسی طرح ۰۸؍ مئی ۱۹۵۷ء کو صفحہ ۱۰ پر ظہور نظر کی ایڈیٹری میں مذکورہ بالا اشتہار متعدد بار چھپا۔

مذکورہ بالا اشتہار سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ''بھیگی پلکیں'' کے عنوان سے ظہور نظر کا کبھی بھی کوئی مجموعہ شائع ہی نہیں ہوا۔ کیونکہ ۱۹۵۷ء میں مذکورہ بالا اشتہار میں یہ بات بار بار دہرائی جا رہی ہے کہ ترقی پسند شاعر ظہور نظر کا پہلا مجموعہ کلام ''پیراہن جاں'' شائع ہو رہا ہے۔ مقام حیرت یہ ہے کہ ''بھیگی پلکیں'' تو کیا ''پیراہن جاں'' بھی شائع نہیں ہوا۔

بہرحال میں پورے وثوق سے یہ بات کہہ سکتی ہوں "ریزہ ریزہ" واحد مجموعہ کلام ہے جو ظہور نظر کی زندگی میں شائع ہوا۔ ظہور نظر کی وفات کے بعد اکتوبر ۱۹۸۶ء میں ڈاکٹر خالق تنویر نے ا نعت، ۲ نعتیہ قطعات، ۳ سلام، ۵۴ منظومات اور ۷۸ غزلیات پر مشتمل مجموعہ کلام ''وفا کا سفر'' مرتب کیا۔ جس کا فلیپ احمد ندیم قاسمی نے لکھا۔ ۱۹۸۷ء میں منور جمیل قریشی نے ''ریزہ ریزہ'' اور ''وفا کا سفر'' کو یکجا کر کے ''کلیاتِ ظہور نظر'' کے عنوان سے ظہور نظر کا کلیات شائع کیا۔ البتہ یہ ظہور نظر کا مکمل کلام نہیں ہے۔ لیکن مرتبینِ ''کلیاتِ ظہور نظر'' اور ''وفا کا سفر'' کی کوششوں کو اہلِ علم استحسان کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کہ کم از کم ان کی کوششوں سے بہاول پور کے عظیم شاعر کے کلام کا بڑا حصہ محفوظ ہو گیا ہے۔ جب کہ تدوین کلامِ ظہور نظر کا کام باقی تھا۔ ظہور نظر کا کلام مختلف رسائل و جرائد اور اخبارات کے علاوہ ان کی سات

ذاتی بیاضیوں میں بکھرا پڑا تھا۔ جس تک کسی محقق نے رسائی کی کوشش نہیں کی تھی۔ تدوینِ کلیات ظہور نظر کی تکمیل کے لیے سب سے ضروری اور مشکل ترین مرحلہ ظہور نظر کی ذاتی بیاضیوں کا حصول تھا۔ ان بیاضیوں تک میری رسائی پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد کے بھرپور تعاون سے ہوئی۔ میں نے اُن کے تمام کلام کو ''تدوینِ کلیات ظہور نظر'' میں یکجا کیا ہے۔

☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ "ظہور نظر کی کہانی۔ کچھ اپنی کچھ ان کی زبانی"، روز نامہ ''حریت'' کراچی، ۹ نومبر ۱۹۶۸ء، ص ۱۰

۲۔ ''ظہور نظر۔ خودنوشت سوانح''، ''فنون''، لاہور، جنوری ۱۹۶۹ء، جلد دوم، ص ۱۶۳۶

۳۔ حیات میرٹھی، ''بہاول پور کا شعری ادب''، اردو اکیڈمی، بہاول پور، ۱۹۷۱ء، ص ۲۳۶

۴۔ نواز کاوش، ڈاکٹر، ''بہاول پور کا ادب''، چولستان علمی وادبی فورم، بہاول پور، مئی ۲۰۱۰ء، ص ۱۰۹

۵۔ غفور شاہ قاسم، ڈاکٹر، ''پاکستانی ادب ۱۹۴۷ء تا حال''، بک ٹاک، لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۳۸

۶۔ خواجہ محمد زکریا، ڈاکٹر، ''نظم میں نئے رجحانات۔ ترقی پسند شعراء''، مشمولہ ''تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان وہند اردو ادب''، جلد پنجم، پنجاب یونی ورسٹی لاہور، س۔ن، ص ۱۰۶

۷۔ سہ روزہ، ''عدل''، بہاول پور جلد دوم، ۲۴ فروری ۱۹۵۷ء، ص ۱۲

❁......❁......❁